مرثیہ ۳۱

شہادت امیر المومنین علیہ السّلام

اے دوستو حیدرؑ کی شہادت کا بیاں ہے | ماتم کی ہے یہ فصل کہ ماہِ رمضاں ہے
کہرام کہیں ہے، کہیں محشر کا سماں ہے | ہلتے ہیں فلک عرش پہ بھی شورِ فغاں ہے

جبریلؑ بھی بیتاب ہیں اُستاد کے غم میں
احمدؐ بھی بُکا کرتے ہیں داماد کے غم میں

سر پیٹو کہ مسجد میں گرا تاجِ امامت | تربت سے نکل آئی ہیں خاتونِ قیامت
وہ صبحِ شبِ قدر وہ ہنگامِ عبادت | روزے پہ وہ روزہ وہ سرِ پاک پہ ضربت

جلاد نے کس وقت ستایا ہے علیؑ کو
محرابِ عبادت میں غش آیا ہے علیؑ کو

مسجد میں قیامت ہوئی شیعوں کی بُکا سے | روتے ہوئے جب آئے محمدؐ کے نواسے
لپٹے کبھی شیعوں سے کبھی شیرِ خدا سے | باندھا کبھی رومال سرِ شاہِ ہُدا سے

چلّائے یہ کیا رنگ ہوا جاتا ہے بابا
تھمتا ہے نہ خوں اور نہ ہوش آتا ہے بابا

یہ سُن کے جو چونکے تو کہا ہم کو اٹھاؤ
بیٹوں نے اٹھایا تو کہا پھیر ہٹاؤ
شبّر مرے شیعوں کو نماز آج پڑھاؤ
شبیرؑ ہم اچھے ہیں تم آنسو نہ بہاؤ
کیا فائدہ اشکوں سے جو منہ دھوؤ گے بیٹا
بھر جائے گا کیا زخم جو تم روؤ گے بیٹا

افسوس کہ حیدرؑ نہ ہوئے دشتِ بلا میں
جب حضرتِ شبیرؑ تھے فریاد و بکا میں
بھائی کے الم میں کبھی بیٹے کی عزا میں
گھر پیٹتے آئے حرمِ شیرِ خدا میں
کوئی نہ یہ کہتا تھا کہ جاں کھوتے ہو شبیرؑ
کیا دل پہ گزرتی ہے جو یوں روتے ہو شبیرؑ

القصہ کہ سادات جو گھبرائے حرم میں
اغلب تھا کہ زینبؑ کو غش آجائے حرم میں
فرزندِ حزیں لاشِ پدر لائے حرم میں
کس شان سے ضرغامِ خدا آئے حرم میں
سبطینِ نبیؐ آپ کا سر تھامے ہوئے تھے
عبّاسؑ علمدار کمر تھامے ہوئے تھے

لا کر شہِ مرداں کو جو حجرے میں لٹایا
اس درجہ بڑھا ضعف کہ آخر کو غش آیا
سر پیٹ کے تب زینبؑ مضطر نے سنایا
کیا آپ پہ گزری نہ یہ بیٹی کو بتایا
گھر آنے نہ پائے تھے کہ غش کر گئے بابا
اس آپ کے صدمے سے تو ہم مر گئے بابا

اُس وقت ذرا ہوش میں تھے سیّدِ ذی جاہ | پھر لائے جو قاتل کو شہِ دیں کے ہوا خواہ
فرمایا کہ ہاتھ اس کے ابھی کھول دو للّٰہ | رونے لگا وہ شوم تو حضرت نے بھی کی آہ

کھلوائیں علیؑ دستِ نجس اہلِ ستم کے
کیا قہر ہے رسّی میں بندھے ہاتھ حرم کے

پہلے اسداللہ نے قاتل کو پلایا | پھر شام کو شربت پئے افطار جو آیا
بے شیر نے بھی پانی کا اک قطرہ نہ پایا | پر چرخ نے کیا آپ کے بچّوں کو ستایا

جو شیر کہ یوں سیر کرے بانیِ شر کو
پانی کئی دن تک نہ ملے اُس کے پسر کو

سادات پہ آفت کی مصیبت کی شب آئی | آخر شہِ مرداں کی شہادت کی شب آئی
خاتونِ قیامت پہ قیامت کی شب آئی | اکیسویں تاریخ وہ رحلت کی شب آئی

رخصت کیا ایک ایک کو ضرغامِ خدا نے
نائب کیا شبّرؑ کو شہِ عقدہ کشا نے

اسلام سے، قرآں سے، شریعت سے خبردار | فرمایا کہ نانا کی امانت سے خبردار
مخدومۂ کونین کی عترت سے خبردار | کل احمدِ مختار کی دولت سے خبردار

زینبؑ کسی صدمے سے کبھی رونے نہ پائے
پیارے مرے شبیرؑ کو غم ہونے نہ پائے

اے لال یہ اُجڑی ہوئی سرکار سنبھالو | لو اے مرے جانی مرے معصوموں کو پالو
بیٹا مری زینبؑ کو کلیجے سے لگالو | لو سب یہ بزرگوں کے تبرک ہیں اٹھالو

جو کچھ تھا مرے پاس وہ تم کو ہی دیا ہے
بس اک علمِ احمدؐ مختار رہا ہے

شبیرؑ نے کہا وہ بھی عطا کیجیے بابا | فرمایا کہ یہ آپ کا حصہ نہیں بیٹا
مالک ہیں حسینؑ اس کے وہ دیں گے تو لے گا | عباسؑ کو بلواؤ یہ منصب ہے اُسی کا

میں سامنے اپنے اُسے عہدہ یہ دلادوں
شبیرؑ کے لشکر کا علمدار بنادوں

پھر حضرتِ شبیرؑ کو پاس اپنے بلایا | عباسؑ بھی آئے علمِ سبز بھی آیا
پہلے تو انھیں بھائی کے قدموں پہ جھکایا | پھر فاطمہؑ کے لال کو رو کر یہ سنایا

پیارے کو مرے جعفرِ طیارؑ بنادو
تم ان کو نشاں دے کے علمدار بنادو

یہ سن کے نشاں شاہِ شہیداں نے اٹھایا | عباسِؑ وفادار کو رو کر یہ سنایا
لو بھائی تمھیں ہم نے علمدار بنایا | لے کر وہ علم جب سرِ تسلیم جھکایا

کاندھے پہ نشاں دیکھ کے غش کر گئے حیدرؑ
ہے ہے مرے پیارے کہا اور مر گئے حیدرؑ

اب لاشۂ حیدرؑ پہ پسر پیٹ رہے ہیں | بابا کے لیے سخت جگر پیٹ رہے ہیں
شبرؑ اُدھر اور لوگ اِدھر پیٹ رہے ہیں | لو روؤ کہ شبیرؑ بھی سر پیٹ رہے ہیں

افسوس کہ دنیا سے اُٹھا قوت علیؑ کا
لو گھر سے برآمد ہوا تابوت علیؑ کا

چلاتی ہے زینبؑ کہ نہ غم دیجئے بابا | پھر آئیے تھوڑی سی دوا پیجئے بابا
ماہِ رمضاں میں نہ سفر کیجئے بابا | عید آئی دوگانہ تو پڑھا دیجئے بابا

کیا داغِ الم کوفیوں کے دل پہ دھروگے
صدقے گئی عید اب کے مدینے میں کروگے

بابا مری قسمت سے یہ کیسی سحر آئی | حضرت کو لیے جاتے ہیں گھر سے مرے بھائی
ہے ہے ابھی تم نے سحری تک نہیں کھائی | افطاری بھی کچھ ساتھ ہے اے حق کے فدائی

آئی یہ ندا دل کا ہر اک داغ دُھلے گا
روزہ تو ترے باپ کا کوثر پہ کھُلے گا